سوال

(94) مولانا محمد اسماعیل شہید ومولوی خرم علی بآدردن کلمات توہین انبیاء واولیاء الخ

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مولانا محمد اسماعیل شہید ومولوی خرم علی بآدردن کلمات توہین انبیاء واولیاء کہ در تقویۃ الایمان اند کافر وکتاب او شان لایق خرق بچند وجہ، وجہ اول درباب ندمت شرک وترجمہ آیت (ان الشرک لظلم عظیم) گفتہ کہ جاننا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ تعالیٰ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے آہ اوراسی طرح کے کلمات اوکسے از مفسران در تفاسیر قدیمہ وجدیدہ بایں طور معنے وفائدہ نیاوردہ ازادلہ اربعہ شرعی جواب فرمانید؟

سوال: ''مولوی خرم علی اور مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ شہید جو اپنی کتابوں میں انبیاء واولیاء کی شان میں توہین آمیز کلمات لائے ہیں چنانچہ مذمت شرک کے باب میں آیت ''ان الشرک لظلم عظیم'' کے تحت فائدہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جاننا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ تعالیٰ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔۔۔۔ الخ اوراس طرح کے اور بھی چند ایک اقوال ہیں مفسرین میں سے کسی نے بھی اپنی تفسیر میں اس طرح کا فائدہ نہیں لکھا ہے کیا ایسے کلمات کی وجہ سے مولانا کافر ہیں اور کیا ان کی کتاب پھاڑ دینے کے لائق ہے ادلہ اربعہ شرعیہ سے جواب دیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

درپردہ مباد کہ منشائے اعتراض معترض برصاحب تقویۃ الایمان عدم تدبراست دراں یا تعصب وعنادت پس درصورت اولیٰ اگر طرز سوق کلام مصنف آن راز اول تا آخر کتا حرف گیری نہ پسندیدے زیرا کہ ادرب العالمین بنا برعدم غور وتدبر قرآن مشرکاں واہل کتاب را بار بار الزام دادہ (افلا یتدبرون القرآن ۔۔۔ الآیۃ) کما لا یخفیٰ علی الماہر بالقرآن المجید ودر صورت ثانیہ ''لن یصلح العطار ما یفسد الدہر

بے بصیرت چہ شناسد سخن صائب را

تلخ وشیرین بمذاق دل رنجور یکے است

بردل دانشمندان شرع شریف مخفی نیست کہ مقصود اصلی جناب مولوی محمد اسماعیل صاحب مغفور ومرحوم بیان احکام الٰہیہ وپند ونصیحت وتنبیہ وتخویف عوام کالانعام از فرقہ مسلمان بدکیش ناعاقبت اندیش است لان الامور بمقاصدہا کہ قاعدہ کلیہ فقہاء است کاربند شدند چہ عوام بزعم باطل واعتقاد فاسد خود می دانند کہ اولیاء اللہ از جناب باری مختار اند، ہر چہ خواہند می کنند وہر کرا خواہند اولاد ومال ومنصب وجاہ می وہند، وہر کرا خواہند ذلیل وخوار کنند دبنا برہمین اعتقاد شرکیہ درنذر دنیاز دوظائف باسماء ایشان یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئا للہ ویا

علی یا علی، یا حسین یا حسین، یا خواجہ جی یا خواجہ جی بتقرب تام وتذلل تمام اہتمام می کنند ودر ورطہ گور پرستی وپیر پرستی شب درروز مستغرق می مانند وازاحکام شرعیہ محض غافل وبے باک اند وازاولیاء اللہ چنداں می ترسند کہ ازخالق بے نیاز ورازق کارساز عشر عشیر نمی ترسند، وشعار مسلمانان جہاں در شرک وبدعت ہم چو شعار کفار سابق زمان گردیدہ است پس اعتقاد این چنین کساں ازار و کردہ اند۔

''یہ بات کھل کر سامنے آجانی چاہیئے کہ مولانا اسماعیل شہید کی عبارت پر جو اعتراض کیا گیا ہے اس کی دو ہی وجہیں ہو سکتی ہیں یا تو اس عبارت کے سیاق وسباق پر پوری طرح غور نہیں کیا گیا یا پھر تعصب اور ہٹ دھرمی ہے۔

اگر معترض آپ کی عبارت پر اچھی طرح غور کرتا تو اس قسم کے الفاظ زبان پر لانے کی کبھی جراَت نہ کرتا اللہ تعالیٰ نے کفار کو قرآن مجید میں کئی جگہ الزام دیا ہے کہ قرآن پاک کو سمجھنے کے لیے غوروفکر سے کام نہیں لیتے اگر معترض اچھی طرح غور کرتا تو اس کو صحیح سمجھ آجاتی اور اگر دوسری صورت ہے تو اس کا کوئی علاج نہیں۔

شریعت کے واقف لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مولانا کا اصل مقصود ان عوام کالانعام کے عقیدہ کی اصلاح ہے جن کا عقیدہ ہے کہ اولیاء اللہ جناب باری تعالیٰ کے مختار کل ہیں جو چاہئیں کر سکتے ہیں کسی کو ذلیل کریں کسی کو عزت بخشیں کسی کو اولاد دیں یا نہ دیں کسی کا رزق تنگ کریں یا فراخ سب ان کے قبضہ قدرت میں ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ ان کے نام کی نذرونیاز دیتے ہیں ان کے نام کا وظیفہ کرتے ہیں مثلاً یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئا للہ یا علی یا حسین یا خواجہ جی وغیرہ وغیرہ پھر ان کے سامنے پوری عاجزی کا اظہار کرتے ہیں ان کی قبروں پر سجدے میں گر پڑتے ہیں اور ان سے اتنا ڈرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے اس کا سواں حصہ بھی نہیں ڈرتے، پہلے زمانہ کے کافروں کے بھی ایسے ہی عقیدے تھے چنانچہ آپ کا مقصد یہ تھا کہ ایسے عقائد باطلہ کی تردید کر کے صحیح عقیدہ ان کے سامنے پیش کیا جائے۔

دازینجا امام رازی در تفسیر کبیر در سورہ یونس تحت آیت کریمہ وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّهِ می نویسند

''امام رازی تفسیر کبیر میں سورہ یونس کی تفسیر میں آیت (ہولاء شفعاؤنا عند اللہ) کے تحت لکھتے ہیں کہ ان طلوگوں نے اپنے نبیوں اور ولیوں کی شکل کے بت بنا رکھے تھے ان کا خیال تھا کہ جب ہم ان کے سامنے سجدہ کرتے ہیں تو ان کی روحیں خوش ہو کر اللہ کے پاس ہماری سفارش کرتی ہیں۔''

''ورابعہا انہم وضعواہذہ الاصنام والاوثان علی صور الانبیاء ہم واکابرہم وزعموا انہم متی اشتغلوا بعبادۃ ہذہ التماثیل فان اولئک الاکابر علی اعتقادانہم اذا عظموا قبورہم فانہم یکونون شفعاء لہم عند اللہ تعالیٰ انتہی مافی الکبیر بقدر الضرورۃ''

ومولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہ تحت آیت کریمہ (فلا تجعلوا للہ انداداً) میفرمانید چہارم پیر پرستان گویند، کہ چوں مرد بزرگے کہ بسبب کمال ریاضت ومجاہدہ مستجاب الدعوات ومقبول الشفاعت عند اللہ شدہ بودازین جہاں می گزرد وروح او اقوتے عظیم ودسعتے فخیم ہم میرسد ہر کہ صورت اور ابرزخ سازو یا مکان نشست وبرخاست اویا برگور اور بسجود تذلل نام نماید روح بسبب وسعت واطلاق برآں مطلع شود ودر دنیا وآخرت درحق وشفاعت نمایند انتہی مافی تفسیر العزیز مختصراً

''مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ تفسیر عزیزی میں ''فلا تجعلوا للہ انداداً'' کے تحت فرماتے ہیں کہ چوتھا طبقہ قبر پرستوں کا ہے ان کا عقیدہ ہے کہ جب کوئی بزرگ آدمی اپنے مجاہدہ اور ریاضت کی وجہ سے مستجاب الدعوات ہو جاتا ہے تو مرنے کے بعد اس کی روح کو بہت طاقت اور وسعت نصیب ہو جاتی ہے۔ پھر اگر کوئی شخص ان کی قبر یا ان کی نشست وبرخاست کی جگہ یا ان کی تصویر کے سامنے سجدہ کرے تو وہ (بزرگان دین) اس سے مطلع ہو کر خوش ہوتے ہیں اور ان کی سفارش کرتے ہیں۔''

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُو مِن دُونِ اللَّهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَن دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ ۵ الأحقاف الایۃ۔۔۔ لانہم اماجماد واما عباد مسخرون مشتغلون باحوالہم کذافی البضاوی''

دے کز نور الٰہی نیست روشن

مخوانش دل کہ آں سنگ است وآہن

وے کز گرد غفلت زنگ وار دیہ

ازاں ول سنگ وآہن ننگ دارد

داوواحد قہار بہمیں عظمت شان سر شار خود درباره مقربان مخلصان دربار خود بنا برزغم فاسد مشرکان بدشعار بتہدید تمام می فرمایا ''لواشرکوااي لواشرک ہؤلاء الانبیاء مع فضلہم وعلوشانہم لحبط عنہم ما کانوایعملون لکا نوا کغیرہم فی حبوط اعمالہم بسقوط ثوابہم انتہی مافی البیضاوی والکبیر پس جملہ لکا نوا کغیرہ ہم عبارت بیضاوی را ملحوظ باید داشت کہ بچہ نکتہ گفتہ

نزدیک غرتش نہ نشیند غبار شرک

باوحدتش کسے دم شرکت چہ سان زند

ہر طرح کافگنند بوصفش خیال ووہم

دست کمال آتش غیرت دران زند

اور حقیقت یہ ہے کہ خدا کے سوا کسی کو بھی کسی کی خبر نہیں ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس آدمی سے گمراہ تر اور کون ہو سکتا ہے جو اللہ کے سوا ان کو پکارے جو قیامت تک بھی ان کو جواب نہ دے سکیں، اور حقیقت یہ ہے کہ وہ ان کے پکارنے سے محض بے خبر ہیں کیونکہ یا تو وہ پتھر ہیں جو سن ہی نہیں سکتے اور یا پھر خدا کے نیک بندے ہیں جو اپنے حال میں مشغول ہیں اور شرک ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نے قرآن مجید میں اٹھارہ پیغمبروں کا ذکر کر کے فرمایا ہے کہ اگر یہ لوگ بھی شرک کرتے تو ان کے عمل بھی ضائع اور برباد ہو جاتے ۔''

براین معنی او تعالیٰ شانہ دررداعتقاد فاسد معتقدان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہ ازمرتبہ نبوت بمرتبہ الوہیت رسانیدہ بودارشاد می فرمایا :

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ قُلْ فَمَن يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَن يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا المائدة

عاقلاں میدانند کہ حضرت عیسیٰ مادروے قابل شائبہ ہلاکت وعذاب نبودند صرف بابطال زعم معتقدان ایشان تنبیہ وزجر فرمودہ کہ معتقدان شان ازین عقیدہ باطلہ توبہ نمایند وبحکم خداوند قہار وجبار فرمانبردار شوند

صَرصرِ قہر تواز مکمن وحدت بوزد

خس وخاشاک وساوس ہمہ را باد برد

ہر چہ در عرصہ موجود پدید آمدہ بود

سیل غیرت ہمہ رابعدم آباد برد

پس ازیں جہت صاحب تقویۃ الایمان علیہ الرحمۃ والرضوان بردوابطال زعم مذموم عوام کہ درحق بزرگان دین ازاولیاء اللہ میدارند کہ ہر چہ خواہند بکنند نوشتہ کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے ۔''

''اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان بدشعار مشرکوں کے عقیدہ کی تردید کرتے ہوئے بڑے سخت لفظ بھی فرمائے یقیناً وہ لوگ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ مسیح ابن مریم ہی خدا ہے، آپ فرمائیں اگر خداوند تعالیٰ مسیح ابن مریم اور ان کی ماں اور تمام اہل زمین کو برباد کر دیں تو خداوند تعالیٰ کو کون روک سکتا ہے ۔''

عقل مند لوگ جانتے ہیں کہ مسیح اوران کی والدہ توبرباد کردینے کے لائق نہیں ہیں لیکن ان مشرکوں کے عقیدہ کی تردید کرنے کےلیے ایسا فرمایا ہے۔

بدانکہ دریںجا بیان امتیاز فیما بین دو نسبت است یکے نسبت مخلوق باخالق دیگرے نسبت مخلوقے با مخلوق دیگر پس مقصود تمام وکشف مرام صاحب تقویۃ الایمان درین مقام صرف شق اول است یعنی نسبت مرتاب ہمہ مخلوقات بہ نسبت مراتب خالق کائنات بمنزلہ ہباء منشورا است وبمرتبہ ذرہ ہیچ گونہ معتد بہ نسبت زیراکہ حادث مفتقر را با قدیم موجد مقتدر چہ مناسبت ومشابہت

''یہ بھی یاد رہنا چاہیے کہ یہاں دو نسبتیں الگ الگ ہیں ایک خالق سے مخلوق کی نسبت اوردوسری مخلووق کی مخلوق سے نسبت اور مولانا یہاں پہلی نسبت کے متعلق گفتگو کررہے ہیں کہ خالق کے ساتھ مخلوق کو کوئی ذرہ بھر کی بھی نسبت نہیں ہے کجا حادث محتاج اور کجا قدیم موجد اور مقتدران میں آخر کیا انسبت ہے کجا کہ ذرہ بے مقدار اور کجا صحرائے ناپیداکنارہ وہ باقی یہ فانی وہ ازلی ابدی اوراس کی ہستی ایک آئی تواس صورت میں مخلوق کو خواہ وکتنا ہی بڑا کیوں نہ۔

''العدم علی الوجود ویدخل فی ہذا الباب کونہ قاہر الہم بالموت والفقر والاذلال ویدخل فیہ کل ماذکرہ اللہ تعالیٰ قل اللہم مالک الملک الی اٰخر الایۃ انتہی مافی تفسیر الکبیر''

بر معترض غافل نہاد واجب است کہ تلاوت سورہ اخلاص بخند کہ رفعت شان اوخلاق علیم وقہار حکیم دردلش جاگیر وچہ دریں سورہ دو چیز مذکور است یکے احدیث دوم صمدیت وباقی صفات متفرع بریں ہر دواند چہ شرکت گاہے درعدومے باشد، وآن را بلفظ احد نفی فرمود گاہے درمرتبہ وجاہ ومنصب می باشد وآن بلفظ صمد نفی فرمود وگاہے درنسبت مے باشد وآن را (یلم یلد ولم یولد نفی فرمود گاہے درکار وتاثیر مے باشد وآن را بحکم یکن لہ کفوا احد نفی فرمود ومعنی امام جعفر صادق رحمہ اللہ فرمودہ اند، کہ صمد آن ست کہ محتاج کس نہ بود وہمہ محتاج او باشند دو سلسلہ وجود ارذاتے کہ موصوف بصمدیت باشد چارہ نیست زیراکہ درعالم سراسر احتیاج مشاہدہ میشود، وچون ہر چیز محتاج شدلا یدذقی می باید، کہ احتیاج بآن منتہی شود دا دمحتاج دیگرسے نہ باشد والا سلسلہ احتیاج منقطع نہ شود این ازفادات بعض عالم از اہل تفسیر است آیت کریمہ لَيسَ كَمِثلِهِ شَيءٌ وَهُوَ السَّميعُ البَصيرُ بران ذات صمدیت صفات منطبق ومرتب می شود، وہمہ مخلوق این صفات فرسنگہا وردعاری محض ہستند وہمیں معنی است کہ ہر مخلوق بڑا ہویا چھوٹا اللہ کی شان کے آگےچمار سے بھی ذلیل ہے یعنی محض ضعیف والا چار است ہیچ از ہست ونیست کردن نمی تواند وخود ہر آن زہر حوادث چشان است دور دائرہ افتقار بے کس وبے سروسامان دردکشنان است

خداوندمائی وما بندہ ایم

بہ نیروئے تویک بیک زندہ ایم

ہمہ زیروستیم وفرمان پذیر

توئی پاوری وہ توئی دست گیر

متاع صبر ونقد آرمیدن

نیاز غارت وزدیدہ دین

ازصفات محبوبی اوست (والذین جاہدوفینا لنہد ینہم سبلنا) اشارہ ازدست

دلم از خوف توخون است ندانم چون است

دردلم شوق جمالت زبیان بیرون است

آہ صد آہ تو ہر روز فزوں مے گردو

دل شوریدہ من بین کہ چہ روزافزون است

''معترض کو چاہیے کہ سورہ اخلاص کی تلاوت بڑے غور سے کرے اس میں خداوند تعالیٰ کی دو صفتیں بیان کی گئی ہیں ایک حدیث اور دوسری صمدیت باقی تمام صفات انہی کی شاخیں ہیں ، کیونکہ شرکت کبھی تعداد میں ہوتی ہے اس کی نفی صفت احد سے فرمائی گئی ہے اور کبھی شرکت صفات جاہ و مرتب اور منصب میں ہوتی ہے اس کی نفی لفظ صمد سے فرمائی گئی ہے اور صمد وہ ہے جو کسی کا محتاج نہ ہو اور سب مخلوق اس کی محتاج ہو اور کوئی ایسی ہستی ضرور ہونی چاہیئے ، جہاں احتیاج ختم ہو جائے ورنہ تسلسل اور دور لازم ائے گا۔''

آیندہ بگوش ہوش باید شنید کہ او رب العالمین بذات مقدس خود واجب الوجود است و تمام مخلوقات علویہ و سفلیہ بایجاد او تعالیٰ موجود اند دور و جود بقا بو سے محتاج ہر آن اند

کہ بلطفم مے نوازو گہ بہ نازم مے کشد

زندہ می سازو مرا آن شوخ و بازم می کشد

قولہ تعالی وَكُنتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ٢٨ البقرۃ

شان او جل شانہ است خلقکم وما تعملون شان او تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ شان اوست وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ شان اوست پس بمقابلہ چنین شاہنہائے او (رب العالمین واحسن الخالقین) ہمہ مخلوقات لاچار و ذلیل و ذرہ بے مقدار و ضعیف و خوار و بدست قدرت کاملہ اور مجبور رو گرفتار و ہمارچندان بہ نسبت بادشاہ لاچار نیست ، زیرا کہ ہر دو در وجود دبقاد لواز بشری مساوی اند بخلاف نسبت مخلوق با خالق ہیچگونہ مشابہت و مناسبت نیست و ہمین معنی صاحب تقویۃ الایمان است نزد ارباب عقل و نقل کمالا یخفی علی المنصف الذکی '' والقاہر یفید العصر و معناہ انہ لا موصوف بکمال القدرۃ و کمال العلم الا الحق سبحانہ و عند ہذا لیظہر انہ لا کامل الا ہو و کل من سواہ فہو ناقص اذا عرفت ہذا فنقول اما دلالۃ کونہ قاہر اعلی القدرۃ فلانا نبینا ان ماعدا الحق سبحانہ ممکن بالوجود لذاتہ لا یترجح وجودہ علی عدمہ ولا عدمہ علی وجودہ الا بترجیحہ و تکوینہ و ایجادہ و ابدامہ فیکون فی الحقیقۃ فہو الممکنات تارۃ فی طرف ترجیح الوجود علی العدم و تارۃ فی طرف ترجیح شوکت ظاہری عارضی ہر چند بالفعل برابر نیستند مگر در محل تغیر و زوال اند چہ شائع است کہ او مالک الملک گاہے بادشاہ صاحب شوکت را از سریر عزت بر حصیر ذلت می نشاندو گاہے چمارے نوار از بستر ذلت حصیر بر عزت سر پر میر ساند

قادر اقدرت بے مجز نہ وادی بکس

اقدرت بے عجز تو داری و بس!!!

چنانکہ میفرماید

قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَن تَشَاءُ وَتَنزِعُ الْمُلْكَ مِمَّن تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ ۖ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ٢٦ آل عمران

نعم ما قیل

سیہ رو، گرچہ اوچ چرخ گردو!!!

کجا گرو ورہا از مخلب باز!

چہ خالق خالق است و مخلوق مخلوق

مرغہارادام گستر داست اموج نسیم

ماہیاں راغیش قلاب ست موج چشمہ سا

این ازشہ قدرت و نمونہ اوپروردگاراست کہ ہمہ مخلوق ازین صنعت وقدرت ذلیل وخوار

شاہا ہمہ ایزدپاک

ثریادہ تارک تاک را!!

کہ خورشید یک صورت جام ازوست

شراب شفق درخمہ عشام ازدست

ازصنایع بدائع بو قلمون اوست (فی ای صورتہ تماشاء رکبک) طرازقدرت اوست

غنچہ گل عطروان سنبل موئے تواست

آفتاب ازدور گردان سر کوئی تواست

پش این نقش نگارہمہ ازعہدہ آن لاچاروذلیل وخواراندوایں، امرازمورحقہ عقائداہل اسلام والاتباراست کہ منکرآن مشرک شقی بداطوار

’’کبھی زوال نہیں اور مخلوق اس کے مقابلہ میں ہمیشہ محتاج ہے اس کو کبھی قرار ذاتی نصیب ہی نہیں ہوسکتا پھر مخلوق کو خالق سے وہ نسبت کب میسر ہوسکتی ہے جو ایک چمار کو بادشاہ سے ہے اور تقویۃالایمان والے کا مدعا بھی یہی کچھ بیان کرتا ہے۔ اور یہ غریب اور نادار ہے، پھر بسااوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ بادشاہ تخت شاہی سے معزول ہوکر ذلت کی زندگی بسر کرتے ہیں اور کبھی کوئی غریب آدمی تخت شاہی پر جلوہ فراز ہوجاتا ہے لیکن فقط اللہ تعالیٰ کی حکومت ہمیشہ سے ہمیشہ تک ہے اس میں خدا تعالیٰ سے وہ نسبت کبھی نہیں ہوسکتی جو ایک چمار کو بادشاہ سے ہوسکتی ہے کیونکہ خالق اور مخلوق میں جو فرق ہے وہ اصلی اور ذاتی ہے اور چمار اور بادشاہ میں جو فرق ہے وہ صرف اضافی ہے حقیقی نہیں، کیونکہ زندگی، موت صحت بیماری، پریشانی اور خوش حالی، غمی اور خوشی میں بادشاہ اور چمار بہرحال برابیں ‘جیسے ایک چمار محل حوادث ہے، ویسے ہی بادشاہ بھی محل حوادث ہے، فرق ہے تو صرف حالی ہے کہ وہ ظاہری طور پر دنیاوی بادشاہ ہے۔‘‘

لَيۡسَ كَمِثۡلِهِۦ شَيۡءٌۖ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلۡبَصِيرُ

إِنَّمَآ أَمۡرُهُۥٓ إِذَآ أَرَادَ شَيۡـًٔا أَن يَقُولَ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ۝ فَسُبۡحَٰنَ ٱلَّذِي بِيَدِهِۦ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيۡءٖ وَإِلَيۡهِ تُرۡجَعُونَ

عالی شان اوست نعم ماقیل

حرفے است کاف کن زطوامیر صنع او

ازقاف تابقاف بدین حرف گشتہ ولل

بایں دلیل قول صاحب تقویۃالایمان کہ اللہ تعالیٰ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے راست وبجاست، چہ ہر موحد ہوشمند اعتقاد میدارد کہ بمقابلہ عزت عظیم او عزیز ذوانتقام ہر

مخلوق ذلیل یعنی بغایت ضعیف و عاجز ہے سر و سامان ذرہ مثال است بلکہ کترازان درمعرض فنا وزوال است ہم تبستند آنچہ ہستی توئی

وازیں زیادہ تر ذلیل خواہد بود کہ کل شئی ہالک الاوجہہ شان اوست و مراداز ذلیل بغایت ضعیف و بے چارہ است در عبارت تقویۃالایمان چہ نقیض ذلت عزت است واو تعالیٰ بعزت ذاتیہ قدیمی مختص است وازذلت منزہ ومبرا تمام است چنانکہ خود میفرماید ''ولم یکن لہ ولی من الذل ای لم یذل فیحتاج الی ناصر وکبرہ تکبیرا ای عظمۃ عظمۃ تامۃ عن تحاذالولد والشوییک والذل وکلما لایلیق بہ روی الامام احمد فی مسندہ عن معاذا الجہنی عنہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یقول ایۃ العزا لحمد للہ الذی الخ انتہی مافی الجلالین مختصرا، وان العزت للہ جمیعاً الایۃ وان القوۃ للہ جمیعا الایۃ وان اللہ ہوالرزاق ذوالقوۃ المتین الایۃ۔

کیوان غلام بارگہ کبریائے تست

گردوں غلام گردش دولت سرائے تست

پس شان ہر مخلوق ازاعلی وادنٰی بہ نسبت شان عظمت نشان اور خالق کائنات کہ منصف بصفات غیر متناہیہ و مستجمع جمیع کمالات ذاتیہ است، مثل ذرہ ہم نیست بخلاف شان ہمارہ بہ نسبت شان بادشاہ دنیا امر اضافی است یعنی دردجود و بقا وافتقار بشری ہر دو برابراند وردجاہت وعزت و

چو در لشکر دشمن آری رحیل

زمرغان کشی فیل واصحاب فیل

پس درمیان خالق غنی و بے نیاز و مخلوق متصف بآز و نیاز مناسبت ومشارکت ومقاومت و مزاحمت ومنازعت و مبارعت صلانیست چہ اور خالق مطلق ورازق برحق ازلاًوابداً عزیز وقوی ومالک الملک وقاہر وغالب است ''ولہ الکبریاء فی السموات والارض۔ ۔ ۔ الایۃ وحدیث قدسی الکبریاء دائی والعظمۃ ازاری شان عزیزالسطان اوست

مرا ورا رسد کبریا دمنی

کہ ملکش قدیم است وذاتش غنی

بخلاف مخلوق چہ کبیر دچہ صغیر پش اوجبار قدیر ضعیف فانی وذلیل وحقیر جلی است

ہر کہ ہست آفریدہ او بندہ است

بندہ در بند آفرینندہ است

پس کجا بندۂ کہ در بند است

لائق شرکت خداوند است

چنانچہ اور رب العزت بتقضائے شان عزت وجلالت خود می فرماید ''ان کل من فی السموت والارض الا اتی الرحمن عبدً، ذلیلا خاضعا کذافی معالم التنزیل، الا اتی الرحمن عبداً ذلیلا خاضعا یوم القیمۃ منہم عزیز وعیسٰی کذافی الجلالین'' پس درجلالین منہم عزیز وعیسٰی راصراحۃ ذکر کردہ وذلیل شمردہ چہ بے ادبی کردہ وجندا ما قیل

ہنر بچشم عداوت قبیح تر باشد

هسد بحاسد طبعی صحیح تر باشد

اتی الرحمن عبداً حال ای خاضعا زلیلا منقادا انتہی ما فی المدارک عبدا مطیعا خاشعا کذا فی التفسیر الکبیر مختصر الخشوع ضراعۃ وضرع الرجل ضراعۃ ضعف و زل کذا فی مفردات القرآن للامام الراغب

آن خداوند جہان دار کہ زیبت او

باد بر غنچہ نیارو کہ کند پردہ دری

''جب باقی تمام مخلوقات اس کی محتاج ہوئی تو پھر اس کے ساتھ برابری کیسے ہو سکتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ زمین اور آسمانوں میں جو کوئی بھی ہے وہ اللہ کے پاس غلامی کی حالت میں انے والا ہے۔ جلالین میں لکھا ہے کہ عبدا کا معنی ذلیل اور خاضع ہے پھر فرماتے ہیں تمام مخلوق اس کے سامنے ذلیل ہے عزیز اور عیسیٰعلیہم السلام بھی۔

معترض غافلنہا دراکاش سیر سکندر نامہ نظامی علیہ الرحمۃ میسر بودے ،تا بر صاحب تقویۃ الایمان سخن بے ہودہ دلچر نہ نووے۔ ذکر کروند، تعوذ باللہ من سوء الفہم، وشیخ سعدی رحمہ اللہ نیز بجلالت شان اور خالق قہار و عزیز جبار مے فرمایند

اگر بجشر خطاب قہر کند

انبیاء اچہ جائے معذرت است

پروہ از روئے لطعت گر بروارد

اشقیارا امید مغفرت است

ہم چنین قول صاحب تقویۃ الایمان کہ چمار سے بھی ذلیل ہے باید فہمید ذلیل یعنی ضعیف دعا جز ولاچار د بے اختیارات، زیرا کہ او جل شانہ مالک الملک و عزیز ذو سلطان وقادر مختار مطلق است، وہمہ مخلوق چہ اعلیٰ چہ ادنی درجنت عزت وقدرت کاملہ او ذرہ دار ذلیل وخوار بلاریب و عقیدہ اہل اسلام است الملک ہو القدرۃ والمالک ہو القادر فقولہ مالک الملک معناہ القادر علی القدرۃ والمعنی ان قدارۃ الخلق علی کل ما یقدرون علیہ لیست الا باقدار اللہ تعالیٰ فہو الذی یقدر کل قادر علی مقدورہ ویملک کل مالک علی مسلوکہ، انتہی ما فی الکبیمختصرا۔

درمدارک تحت آیت کریمہ (وہو القادر فوق عبادہ) می نویسد القہر بلوغ المراد بمنع عیرہ عن بلوغہ انتہی کلامہ وہمین معنی مراد از زلیل، است یعنی ذلیل وضعیف است از مقادمت و مصادمت درکارخانہ الٰہی چہ او عاجز سراپا است کہ برجبب منافع دوفع مصنار وموت وحیات وصحت ومرض درفع حاجات خود ہیچ قدرت یک ذرہ ندارو چنانکہ عقل وشرح بدان ناطق است وقول صاحب تقویۃ الایمان برآن صادق چنانچہ اومک الملک بالطال زعم مشرکان درسورہ فرقان می فرماید وَاتَّخَذُوا مِن دُونِهِ آلِهَةً لَّا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ وَلَا يَمْلِكُونَ لِأَنفُسِهِمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا وَلَا حَيَاةً وَلَا نُشُورًا ۔۔۔الآیۃ)

حسن غیور او نہ پسند و شریک را

آیئنہ رابدست نگیر ونگار ما!

''تفسیر مدارک میں آیت (وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ) کے تحت لکھا ہے کہ قہر کا معنی ہے اپنی مرضی پوری کرلینا اور دوسرے کو اپنی مرضی پورا کرنے سے روک دینا اور یہی ذلیل کا معنی ہے کہ کوئی بھی اس کے کارخانہ قدرت میں دم نہیں مار سکتا، کوئی اس کا مقابلہ نہیں کرتا کیونکہ وہ سب کے سب سراپا عاجز ہیں۔

اکنون معنیٰ ذُل وذلت باید دانست کہ چیست ، ذل بضم خواری ضد عزنا ذلت کذلک فی نسبۃ التاثیر لہ وتامل قولہ تعالیٰ فی حق السید عیسیٰ علیہ السلام ان ہوالا عبد انعمنا علیہ) انتہی مافی الطحاوی ، قال اللہ تعالیٰ (ان ہوالا عبد انعمنا علیہ) یعنی ما عیسیٰ الا عبد کسائرالعبید۔

پس درین جاغور باید کہ برائے چہ این چنین نوشتہ اگر بقصد استخفاف واہانت نوشتہ کافر خواہد بود ، حاشا کہ ابن مقصود امام ہمام نیست بلکہمنظر تنزیہ ذات باری از لوث شرک دررو بد عقیدگان نوشتہ وصاحب تفسیر نیشاپوری تحت آیت کریمہ للہ مَا فِی السموت وَمَا فِی الارضِ یغفرُ لمن یّشَاءُ ویعذّبُ مَن یّشَاءُ واللہ غفُور رَحیم افادہ فرمودہ ثم ذالک لازم الملک والحکم فقال یَغفُرُ لمن یّشَاءُ تعمیم فضلہ وان کان من الابالسۃ والفراعنۃ عذب من یشاء بحکم الالہیۃ والقدرۃ وان کان من الملئکۃ المقربین والمصدقین انتہی کلامہ مختصر اورحق عیسیٰ ومریم علیہما السلام می فرماید مَا المسیحُ ابنُ مریَم اِلّارَسُول قد خلَت مِن قبلِہِ الرُّسُلُ وَاُمُّہٗ صِدِیقۃ کسائرالنساء اللاتی یلازمن الصدق اوصدقن الانبیاء کانایاکلان الطعام ویفتقران الیہ افتقار الحیوانات۔ انتہی مافی اللبضاوی مختصرا ودرجلالین مذکوراست کانا یأکلان الطعام کغیرہما من الحیوانات انتہی مافی الجلالین۔

''صاحب تفسیر نیشاپوری آیت للہ مَا فِی السّموٰتِ وَمَا فِی الارضِ یَغفِرُ لمن یّشَاءُ وَیُعذّبُ مَن یّشَاءُ کے تحت لکھتے ہیں کہ یہاں تعمیم ہے ، اگر وہ بخشنا چاہے تو ابلیس اور فرعون کو بھی بخش دے اور اگر سزا دینا چاہے تو مقربین ملائکہ اور صدیقین کو سزا دے دے۔''

پس صاحب تفسیر بیضاوی وجلالین حضرت عیسیٰ ومریم علیہم السلام را مانند دیگر حیوانات بنا برافتقار وضعف وعدم اختیار تشبیہ دادند نہ بقصد حقارت وعدم تفاوت اورجات ایشان ؎

دیگران را این تصرف کے رواست

اختیار این تصرف مارا ست

''اور بیضاوی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اوران کی والدہ کے متعلق فرماتے ہیں ، کانایا کلان الطعام کہ وہ بھی کھانے کے ایسے ہی محتاج تھے جیسے دوسرے حیوانات محتاج ہوتے ہیں جلالین میں بھیی کل ہی لفظ ہیں اب دیئے صاحب تفسیر بیضاوی وجلالین حضرت عیسیٰ علیہ السلام اوران کی والدہ کو حیوانوں سے تشبیہ دے رہے ہیں '' حاشا وکلان '' کا مقصود ان کی توہین کرنا نہیں ہے بلکہ ان کی محتاجی کو بیان کرنا مقصود ہے۔''

واز جملہ علوشان بے نیازی اواین است کہ لوان اللہ عزوجل عذب اہل سموت واہل ارضہ عذبہم وہوغیر ظالم لہم این حدیث بہ سبیل اختصار نقل کردہشد وروایردہ این را احمد وابوداؤد وابن ماجہ ازابی بن کعب وابن مسعود ، وحذیفہ وزید بن ثابت رضی اللہ عنہ چنانکہ در مشکوۃ وغیرہ بوجہ بسط مرقوم است ؎

کسے زچون وچرا دم نمی تواند زد

کہ نقش بند حوادث ورائے چون وچراست

چراآنکہ کہ چراوست بستہ قدرت است

زچون ملاف کہ چون نیزپایمال قضاست

چہ نسبت خق را با خالق پاک

اولاً معترض غافل نہاد تکفیر ملا علی قاری ہروی کند ، کہ انبیاء واولیاء وفجرہ وکفرہ راوریک مرتبہ زیر تسخیر وتصرف خداوند قدیر آدروہ وحفظ مراتب شان نمودہ ثانیا تکفیر صاحب تقویۃ الایمان کند نعوذ باللہ من سوء الظن ؎

منکران چون دیدہ شرم وحیا برہم نہند

تہمت آلودگی بردامن مریم نہند

''اب معترض کوچاہیے کہ وہ صاحب جلالین اورملا علی قاری پر بھی فتویٰ لگائے کہ یہ بھی عزیزاور عیسیٰ علیہم السلام کو ذلیل کہہ رہے ہیاورملا صاحب کافروں، ،فاسقوں اور فاجروں کو نبیوں اورولیوں کے ساتھ ایک ہی صفت میں کھڑا کررہے ہیں اوربعدازاں صاحب تقویۃالایمان پر بھی فتویٰ لگالے۔''

حاشا دکلاکہ درکلام ہر دو بزرگان تحقیر وتوہین اکابراعلام اصلاًنیست بلکہ قصد بیان احکام شرعیہ حسب مرام کلام عزیزعلام وسنت آن خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام است چنانکہ سید احمد طحطاوی محشی درمختار درباب نذراللہ ولغیر اللہ می نویسد اعلم ان بیان الاحکام الشرعیۃ ممایجب علی اعلماء ولیس فی ذلک تنقیص الولی کما یظنہ بعض من لاخلاق لہ بل ہذا ما یرضی بہ الولی ولو کان حیا وسئل عنہ ذلک اجاب بالحق واغضبہ الصراح وامام راغب درمفردات القرآن می نویسد الذل ماکان عن قہر ویقال الذل القل الذلۃ القلۃ انتہی کلامہ فی الجملہ معنی ذُل وذلت صنعف وعجزونا توانی وبے سروسامانی است ازمقاومت بادیگرے وضدونقیض آن عزاست بمعنی قوت وغلبہ ،چنانکہ امام فخرالدین رازی زیرآیت کریمہ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُم اَذِلَّۃ درتفسیر کبیر می نویسد معنی الذل الضعف عن المقادمۃ ونقیضہ العزہوا القوۃ والغلبۃ انتہی مافی التفسیر الکبیر۔

پرظاہر کہ ہر مخلوق بمقابلہ قوت وغلبہ خالق بدیع المسوات والارض بلاریب ذلی است یعنی ضعیف ذرہ دارخوارناپائیدار دربند حوادث گوناگون گرفتارومنکراین دیوانہ مضحکۃ الصبیان خواہد بود وتلاوت سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْن'' درحق منکران می باید وتوقیع رفیع ''ثم ذرہم فی خوضہم یلعبون'' حسب حال ایشان می شاید، درتفسیر ابوالسعود نوشتہ اذلۃ جمع ذلیل وانما جمع جمع قلۃ للایذان باتصافہم حینئذ بوصفی القلۃ والذلۃ اذکانواثلثماءۃ وبضعۃ عشروکان ضعف حالہم فی الغایۃ انتہی مافیہ مختصراً۔ دورتفسیر بیضاوی مرقوم است وانماقال اذلۃ ولم یقل زلائل لیدل علی قلتہم وذلتہم بضعف الحال وقلۃ المراکب والسلاح انتہی کلامہ۔

''علامہ طحطاوی شرح درمختار باب نذراللہولغیر اللہ میں لکھے ہیں کہ علمائے پراحکام شریعت کا بیان کرنا ضروری ہے اوراس میں کسی کی تنقیص نہیں ہوتی جیساکہ بے سمجھ لوگ خیال کرتے ہیں اگر بالفرض وہ ولی زندہ ہوتے تووہ بھی یہی کچھ بیان کرتے اوراس سے خوش ہوتے ، اللہ تعالیٰ کے قول پر کودفرماؤکہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرماتے ہیں وہ توصرف ایک بندہ تھاجس پر ہم نے احسان فرمایایعنی عیسیٰ علیہ السلام بھی دوسرے بندوں کی طرح ایک بندے میں غور فرمانا چاہیئے کہ علامہ طحاوی عیسیٰ کو دوسرے بندوں کی طرح ایک بندہ قراردے رہے ہیں اگر نبظرحقارت ایسا کائے توآدمی کافرہوجائے ، حقیقت میں یہاں مشرکوں کے عقیدہ کی تردید کرنا مقصود ہے۔''

پس ازقرآن مجید وتفاسیر صاف واضح شد، کہ اومالک الملک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رابسبت ضعف وقلت مال ومثال کہ ازمقاومت باکفار ضعیف وبے سرمایہ بودند ذلیل فرمودہ چہ جاکہ بمقابلہ عزت کاملہ وسلطنت قاہرہ وقوت باہرہ اومالک الملک کے رسند وچہ ونہ ذلیل وضعیف ونخیف شمروہ نہ شوند، چہ زلت وضعف وافتقارشن انسان است وفرمان عالی شان ''خلق الانسان ضعیفا'' برآن برہان است ؎

اگر نہیب دہد چرخ وارثگون گردو

دگر عتاب کند آفتاب خون گردو

وَہُوَالْقَاہِرُ فَوْقَ عِبَادِہ شان عزیزالسلطان اوست القہر ہوالغلبۃ والتذلیل معاد یستعمل فی کل واحد منہما کذافی مفردات القرآن للامام الراغب پس معنی آیت کریمہ این است کہ آن غالب ومذلل وتذلیل کنندہ بندگان خوداست ؎

ہرکرا قہر توراند، کہ تواند خواندن

وآنکہ رالطف توخواند کہ تواند راندن

وبطش ودارگیر بادشاہ صاحب شوکت برچمار ذلیل وضعیف بمقابلہ بطش ودارگیر خداوند قدیر زوالجلال لایزال بذرہ نیرزد ؎

ہر کہ منصف بود وبدانصاف

وصف تو نیست قدرت وصاف

(ان بطش ربک لشدید) ہر آئینہ دست برد پروردگار تو بسیار سخت است ، زیراکہ ازدست برد دیگران خاص شدن بمقابلہ گریہ وزاری وصبر وشفاعت ممن است ، واز عذاب او تعالیٰ ہیچ وجہ خلاصی امکان نہ دارد و نیز دست برد دیگران راہہا تمش آن ست کہ منجز بموت وہلاک شود، وبعد از موت وہلاک نمی توانند کہ ایذائے رسانند، زیر، کہ قدرت براعادہ معدوم ندارند پس عذاب ابدی نمی توانند کرو، بخلاف او تعالیٰ کہ مبرون وخک شدن نیز از دستبر داد خلاصی مکن نیست ، می تواند، کہ زندہ گرداند وباز عذاب کندتا ابداً لا باد زیراکہ (انہ ہو یبدئ ویعید الی اخرمافی العزیزی وایتی کریمہ فیو مئذ لایعذب عذابہ احد ولا یوثق وثاقہ) احد نیز بر عزت وقدرت کاملہ اور عزیز حکیم ناطق کہ ہر مخلوق بمقابلہ ومشابہہ آن ذرہ وار ذلیل خوار سرشار است ؎

ہیچ میدانی چہا اے سرو قیامت می کنی

می کشی ور زندہ یساری قیامت می کنی

وکل یوم ہو فی شان ای امر یظہرہ فی العالم علی ما قدرہ فی الازل من احیاء وامانتہ واعزاز واذلال واعدام واعطاء وغیر ذلک صفات عزت مسمات غیر متناہیہ مختصہ باذل شانہ است وانسان اگرچہ کامل واکمل باشد کے بصفات خدائے تعالیٰ مختص ومشابہ شدن می تواند، چنانکہ بر عقلاء اظہر من الشمس است ؎

کُلَّ یَومٍ ہُوَ فِی شان چہ شان ست چہ شان

یعنی اوصاف کمال تو نہ دارد پایان

ز تعظیم تو پیش تو ہست و نیست

اگر باشد وگر نباشد یکے است

یعنی در جنب جلال ذات والاصفات تو موجودات ومعہ مات اگر باشند، واگر نباشند برابر است ، چراکہ تو قادر ہستی مطلقاً بر ہست کردن مدومات و نیست نمودن موجودت پس ز نزد این ش جلال نشان تو ہمہ موجودات از بس ذلیل وضعیف اند و ہمیں مراد صاحب تقویۃ الایمان است کہ چمار سے بھی ذلیل ہے‘‘ آہ ؎

بارہا گفتہ ام بارد گرمے گویم !

من گم گشتہ نہ این راہ خودمے پویم

در بر آئین طوطی صفتم واشتہ اند

آنچہ استاد ازل گفت تبومے گویم

برین معنے تصرف وتسلط بادشاہ برچمار ذلیل زرہ است موہوم بہ نسبت تصرف تام وقدرت تمام او خالق معام وعزیز علام برکافہ انام از خواص وعوام کہ علی الدوام است ؎

آن جہان وارے کہ ہر گر طاعتش سر بر کشید

روزگارش خط خُذلان تا ابد بر سر کشید

''پھر ایک اور طرح سے بھی اس پر غور کرنا چاہیے کہ بادشاہ اگر ایک ذلیل چمار پر گرفت کرے اور اس کو سزا دے تو اس کی سزا بالکل محدود ہے کیونکہ موت کے بعد وہ اس کو کچھ سزا نہیں دے سکتا، لیکن خداوند تعالیٰ اگر کسی بندے کو سزا دینا چاہے تو اس کی سزا غیر محدود ہوگی کیونکہ موت کے بعد بھی وہ اس کو بار بار زندہ کرنے پر قادر ہے اور سزا دے سکتا ہے تو خداوند تعالیٰ کے صفات غیر متناہی یں اور بندہ اس کے مقابلہ میں سراپا عجز و نیاز ہے۔''

وازین جا ملا علی قاری ہروی کہ ازاعاظم حنفیہ است انبیاء واولیاء وفجرہ وکفرہ راز پر تسخیر وتصرف وانگشت ازاصابع الرحمن شامل دہ بنسق واحد ہمہ رذکر نمودہ چنانکہ ورمرقاۃ شرح مشکوۃ ورباب قدر زیر حدیث عبداللہ بن عمرو می نویسد عن عبداللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان قلوب بنی اٰدم ای ہذا الجنس وخص لخصوصیت قابلیۃ التقلیب وبہ اکد بقولہ کلہا یشمل الانبیاء والاولیاء والفجر والکفرۃ من لا بین اجبعین من اصابع الرحمن بقلب واحد ویصرف کیف یشاء ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہم مصرف القلوب صرف قلوبنا علی طاعتک والظاہر ان کل واحد من العباد کما یفقر الیہ تعالیٰ فی الایجاد لا یستغنی عنہ ساعۃ من الامداد کما رواہ مسلم کذا فی المشکوٰۃ ؎

''ملا علی قاری رحمہ اللہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث باب القدر کے تحت لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام بنی آدم کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں وہ جس طرح چاہے ان کو پھرتا ہے اور تمام بنی آدم کی تشریح اس طرح کرتے ہیں کہ نبیوں اور ولیوں، کافروں فاسقوں، فاجروں اور تمام بدبختوں کے دل خدا کے ہاتھ میں ہیں۔''

جلوہ قدر ترا غایت و پایانے نیست

ہر زمان جلوہ دیگر شود از پردہ عیان

فی الجملہ او خداوند خلاق ومالک علی الاطلاق بشان عزت خالقیت وشان عزت الوہیت وشان عزت قیومیت وشان عزت قہاریت، موصوف سرمدی است، وہر مخلوق بشان ذلت عبدیت وشان ذلت عبودیت وشان ذلت مقہوریت وشان ذلت افتقاریت مجبور وپابند محصور ابدی است، پس مخلوق بمقابلہ ثا نہائے رنگا رنگ او خالق غنی و بے نیاز سراپا درز لہتائے گونا گون سر افگندہ با عجز و نیاز است ؎

شکر فیض تو چمن چوں کند اے ابر بہار

کہ اگر خار و اگر گل ہمہ پرور وہ تست

پس شرح وبیان عبارت تقویۃ الایمان حسب عنوان کلام ایزدمنان ورسول مقبول آخر زمان وطرز تبیان علمائے ذی شان نگارش یافتہ اکنون صاحب انصاف پر درد الازم است کہ بمقتضائے مکارم اخلاق غور فرمایند، وبر صاحب تقویۃ الایمان غیظ وغضب نہ نمایند ؎

اندکے با تو بگفتم وبدل ترسیدم

کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

(سید محمد نذیر حسین)

''پس تقویۃ الایمان کی عبارت کی شرح خدا تعالیٰ کی توفیق سے قرآن مجید اور حدیث شریف اور علماء ذی شان کے بیان کے مطابق ہو چکی ہے اب انصاف پر در حضرات سے توقع

ہے کہ مکارم الاخلاق کے مطابق اس پر غور فرمائیں گئے اور صاحب تقویۃ الایمان پر خواہ مخواہ ناراض نہ ہوں گے۔''

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاوی علمائے حدیث

جلد 09 ص 214-229

محدث فتویٰ